محمد عمر فاروق

''یورو'' کا اجراء اور عالمِ اسلام کی ذمہ داری

یکم جنوری ۱۹۹۹ء سے گیارہ یورپی ممالک نے اپنی مشترکہ کرنسی ''یورو'' کا اجراء کیا ہے۔ یہ فیصلہ ان مشترکہ یورپین معاہدات کا حصہ ہے جو جنگ عظیم دوم کے بعد کیے گئے تھے۔ مشترکہ کرنسی سے یورپ ایک بلاک کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس نئے اتحاد میں فرانس، آسٹریا، جرمنی، بلجیم۔ لکسمبرگ، پرتگال، فن لینڈ، سپین، ہالینڈ، اٹلی اور آئرلینڈ شامل ہیں۔ جبکہ برطانیہ، یونان اور ڈنمارک تاحال اس اتحاد میں شامل نہیں ہوئے۔ یورو کو ۳۰ کروڑ سے زائد عوام استعمال میں لائیں گے جو تمام دنیا میں خرچ کی جانے والی رقم کے پانچ فیصد کے برابر ہے۔ یورپی یونین کے اجلاس میں یورو کی قیمت اور اس کی شرح مبادلہ کا تعین کیا گیا ہے۔ یورو کی قیمت اگرچہ ڈالر کے مقابلہ میں قدرے زیادہ ہے۔ لیکن ڈالر کو اب شدید مقابلے کا سامنا کرنا پڑے گا اور مسابقت کی ایک نئی فضاء پیدا ہو گی۔

یورو کے منظر عام پر آنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے عوامل تھے۔ جنھوں نے یورپی ملکوں کو ایک صف میں لاکھڑا کیا ہے۔ تولامحالہ نظر ان کے باہمی مماثلت رکھنے والے کلچر، مذہب، ثقافت، روایات اور زبان وغیرہ جیسے عناصر پر پڑتی ہے۔ جنھوں نے یورپ کو ایک نئی قوت دی ہے اور وہ ایک مشترکہ تجارتی منڈی بن چکے ہیں۔ اس وقت یورپ کا عالمی تجارت میں حصہ ۲۱ فیصد اور امریکہ کا ۱۹.۶ فیصد ہے۔

اس صورتِ حال میں جب یورپی بلاک تشکیل پا چکا ہے۔ اسلامی دنیا جس کی آبادی ایک ارب سے زیادہ ہے اور جس کے پاس مشترکہ ثقافت۔ مذہب، معاشرتی اقدار اور وہ سب کچھ موجود ہے جو یورپی ملکوں کے اتحاد کی بنیاد کا سبب بنا۔ اسلامی ممالک ہر قسم کے وسائل کی دولت سے بھی مالامال ہیں۔ لیکن اتحاد و یکجہتی کی روح سے محروم ہیں اور یک لڑی میں پرو دینے والی حقیقی قوت یعنی دین اسلام کے حامل ہونے کے باوجود ان کی صفوں میں انتشار و افتراق ہے۔

یہ حقائق کتنے تلخ ہیں کہ اسلامی دنیا کے ۸۰۰ بلین ڈالرز امریکی اور یورپی بینکوں میں جمع ہیں۔ اگر آئی ایم ایف اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں کے عالم اسلام کو دیئے جانے والے مجموعی قرضے کا حساب کیا جائے تو وہ ۶۱۹ بلین ڈالرز بنتا ہے۔ اس طرح اسلامی دنیا کے ۱۸۱ بلین ڈالرز پھر بھی بچ جاتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق فلسطینی رہنما یاسر عرفات کے سات بلین ڈالرز یہودی بینکوں میں ہیں اور پھر مسلمان امراء کی شہ خرچیوں کے لیے یہ ایک مثال ہی کافی ہے کہ دنیا میں بننے والے کل سامان تعیش میں سے ۳۱ فیصد سامان کے گاہک صرف عرب ہیں۔ جبکہ تصویر کا یہ دوسرا رخ کتنا بھیانک ہے کہ مسلمان ملکوں کی معشیت کا

گراف اس حد تک گرچکا ہے کہ ۵۲ اسلامی ملکوں کی مجموعی ملکی پیداوار فرانس سے بھی کم ہے۔
یہ بات اپنے مقام پر بالکل درست ہے کہ اغیار نے ملت اسلامیہ کو متحد ہونے سے روکنے اور انہیں تقسیم در تقسیم کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل اور ذرائع استعمال کیے۔ لیکن قدرت نے مسلمانوں کو اسلامی اتحاد کی تشکیل کے لیے بار بار مواقع عطاء کرنے میں بھی حد درجہ فیاضی سے کام لیا۔ اس کا ایک بہترین موقع وسطی ایشائی ریاستوں کی آزادی کے بعد "ایکو" میں شمولیت کے بعد ہاتھ آیا تھا۔ لیکن یہ سنہری موقع بھی ان کی غفلت سے ضائع ہو گیا۔ قسمت بار بار دروازے پر آ کر دستک نہیں دیتی۔ موقع شناسی ہی کامیابی کی کلید ہوتی ہے۔
جب ایٹمی دھماکوں کے بعد فارن کرنسی اکاؤنٹس منجمد کر دیئے گئے تو اسلامی بینکوں اور اداروں سے ڈیڑھ بلین ڈالرز کا قرضہ گیارہ فیصد سود پر حاصل کرنے کے لیے حکومت پاکستان نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن بھاری شرح سود کی بنا پر یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ بعد ازاں بھاری شرح سود پر ہی ۲۰۰ ملین ڈالرز کویت کے المیزان انوسٹمنٹ فنڈ سے لیے گئے۔ اگر مسلمان ممالک آپس میں اکٹھے ہوتے تو پاکستان کو یہ کڑی مصیبت نہ اٹھانا پڑتی اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو اتنی بڑی رقم سود میں نہ دینا پڑتی۔ آج پاکستان کو جن حالات کا سامنا ہے۔ کل کسی دوسرے ملک کو بھی یہ صورت پیش آسکتی ہے۔
یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کے وسائل پر قابض ہو کر انہیں اپنا دست نگر کر رکھا ہے۔ عرب ممالک کے پاس تیل کی دولت ہی ان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ لیکن عالمی غنڈوں نے ان سے بیس سال پرانے نرخوں پر تیل کی فروخت کے معاہدے کر رکھے ہیں۔ سعودی عرب جیسا امیر و کبیر ملک جو کبھی دوسرے مسلمان ملکوں کی مالی اعانت کیا کرتا تھا۔ اب خود پانچ ارب ڈالرز کا قرض لینے پر مجبور ہو گیا ہے۔
عالمی قوتیں عالم اسلام کے وسائل پر ہی اپنی معیشتیں استوار کیے ہوئے ہیں۔ اگر ممالک اسلامیہ بیدار ہو کر اپنے وسائل پر سے اغیار کا تسلط ختم کر دیں اور ایک مشترکہ بلاک بن کر یورپئین اتحاد کی طرز پر وسیع المقاصد اتحاد کی طرف قدم بڑھائیں تو وہ عالمی قوتوں کے سامنے ایک مضبوط ترین سپر پاور کی حیثیت سے ان کے راستے میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔ اگر سنگا پور جیسا چھوٹا ملک سارا خام مال باہر سے منگوا کر بھی ہر سال ۴۷، ارب ڈالرز کی مصنوعات دوسرے ملکوں کو برآمد کر سکتا ہے تو پانچ درجن اسلامی ممالک اکٹھے ہو کر دنیا میں یقیناً محیر العقول انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے باہمی خلوص و تعاون اور غیرت ایمانی بنیادی شرائط ہیں۔ جن کی بدولت عالم اسلام نیل کے ساحل سے لے کر بخارا اور کاشغر تک ایک ہو سکتا ہے اور دنیا کی رہنمائی و تاجوری اس کا مقدر بن سکتی ہے۔

○